

Mamta – ممنا

’عمار کیا کرتے ہیں پلینز تھوڑی دیر کے لئے کمرہ خالی کر دیں مجھے ڈسٹنگ کرنی ہے، اتوار کا دن ہو تو آپ کا اٹھنا محال ہوجاتا ہے۔ ناشتہ کرنے کے بعد بھی دوبارہ بستر میں جانے کی کوئی تک ہے بھلا۔ دوپہر کے گیارہ بجنے والے ہیں اور ابھی تک صفائی بھی نہیں ہوئی اس کے بعد مجھے کھانا بھی پکانا ہے پھر آپ ہی بھوک بھوک کا شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس نے مسلسل عمار کے سر سے چادر کا کونا کھینچتے ہوئے ان کا دھیان کھڑی کی طرف دلایا تو وہ منہ بناتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پہلے ایک زور دار انگڑائی کے ساتھ جمائی لی جسے عنیزہ نے ناگواری سے دیکھا، اس کی نفاس تپسند طبیعت پر یہ سب گراں گزا تھا۔ کیا ہوا۔ کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ عمار بیڈ سے اتر کر سائیڈ ٹیبل کی دراز میں چیزیں الٹ پلٹ کر کے جانے کیا تلاش کر رہے تھے۔ یہ لو، دراز سے ان کا ہاتھ باہر آیا تو ان کے ہاتھ میں اسکاچ ٹیپ تھا۔ کل اس نے ان سے ٹیپ ڈھونڈنے کی فرمائش کی تھی کیونکہ کل جب گھر میں چائے کی پتی ختم ہوئی تو اس نے پڑوس کے بچے سے فریبی دکان سے لانے کا کہا اور سو روپے کا نوٹ پرس سے جلدی سے کھینچنے کی وجہ سے دو ٹکڑے ہو گیا اسے جوڑنے کے لیے ٹیپ درکار تھا اتفاق سے اس وقت ایک وہی نوٹ موجود تھا اور چائے کی پتی کا آخری دانہ تک ختم ہو گیا تھا۔ اس نے عمار سے کہا کہ مجھے ٹیپ ڈھونڈ دیں شاید اسی وجہ سے وہ ٹیپ دے رہے تھے۔ یہ مجھے کل مل گیا تھا جب ہی آپ نے چائے نوش فرمائی تھی جناب عنیزہ نے مسکراتے ہوئے ان کی معلومات میں اضافہ فرمایا۔ نہیں یہ میں نے تمہیں اس لیے دیا ہے تاکہ تم اپنا منہ بند رکھ سکو عمار نے باچھیں چیرتے ہوئے کہا اور جلدی سے ہاتھ روم میں غائب ہو گئے۔ عنیزہ نے بھٹاتے ہوئے ہاتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا اور بڑ بڑاتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔ عنیزہ ٹاول دینا ذرا۔ اندر سے عمار کی آواز آئی۔ افوہ، آپ کب سدھریں گے عمار ذرا سے کام کے لیے آوازیں دینے لگتے ہیں۔ یہ نہیں ہوا کہ تولیہ ساتھ ہی لے جائے۔ اس نے جھنجھلائے ہوئے تولیہ اسٹینڈ سے اٹھا کر انہیں ہاتھ روم کے دروازے پر آکر تھمایا ان کے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے اور اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ کسی کام سے پکارتے وہ کمرے سے باہر آ گئی۔ عنیزہ یاد ہے آج حمزہ اور معاذ کی فیملی کی دعوت ہے۔ تم ایسا کیوں نہیں کرلیں اپنی فرینڈز کو بھی بلا لوعمار نہ پا کر آنے کے بعد کچن کے دروازے میں کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔ حمزہ اور معاذ عمار کے بے حد فریبی دوست تھے اور دونوں کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا دونوں ہی اچھی فیملی کے خوش مزاج انسان تھے ان کی بیگم سے عنیزہ کی اچھی دوستی تھی اور پچھلے ایک ہفتے سے گھر میں اس دعوت کی بات ہو رہی تھی جب عمار نے صرف اپنے دوستوں کی فیملی کے بارے میں کہا تھا اور اس وقت اگر عنیزہ اپنی دوستوں کا ذکر چھیڑ دیتی تو یقیناً اس کو بچت پراچھا خاصا لیکچر سننے کو مل جاتا ورنہ اس کی بہت خواہش تھی اپنی دوستوں کو مدعو کرنے کی۔ اب اچانک سے عمار کا شاہانہ انداز لوٹ کر آیا وہ اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتی تھی اس نے جلدی جلدی تو ٹویہ اور حمزہ کو کال ملائی اور معذرت کرتے ہوئے اچانک سے گھر میں ہونے والی گیٹ ٹو گیڈر کی دعوت دی۔ وہ دونوں بھی شاید عنیزہ سے ملنے کو ترسی ہوئی تھیں جب ہی فوراً آنے کی ہامی بھر لی۔ اب اس کا کام بھی یقیناً ادھا ہوجانے والا تھا کیونکہ وہ دونوں اسے کچن میں بھی اکیلا نہیں چھوڑتیں اور جب تک کام پورا سمٹ نا جاتا اپنے گھر بھی نہیں جاتی تھیں۔ دوپہر کے کھانے کے بعد عنیزہ نے سامان کی فہرست بنا کر عمار کے سپرد کی اور جلدی جلدی تیاریوں میں جت گئی۔ عمار اور ان کے دوست صاحبان کافی خوش خوراک واقع ہوئے تھے کھانے میں چار سے پانچ ڈش یقینی ہونا تھی، حمزہ اور ٹویہ اس کی مدد کے خیال سے شام میں جلدی آ گئی تھیں ان کے شوہر صاحبان مقررہ وقت پر نہ آئے تھے۔ مجھے تو پتا ہے تم سب کچھ کیلے تیار کر سکتی ہو لیکن جلدی آنے کا کوئی بہانہ بھی تو چاہیے تھا۔ ٹویہ نے مذاقاً کہا اور کھلکھلا کر ہنس دی۔ ہاں واقعی ورنہ گھر کے بکھیرؤں سے کہاں جان چھوڑتی ہے۔ ذرا اور دیر کرتی تو ساس محترمہ نے حکم صادر فرمانا تھا ہانڈی پکا کر جانا جبکہ ماریہ اور عنابہ فارغ ہی ہوئی ہیں۔ حمزہ نے منہ بناتے ہوئے اپنی نندوں کا نام لیا۔ کیوں وہ دونوں کچھ نہیں کر رہیں کیا؟ اس نے حمزہ سے پوچھا۔ دل چاہتا ہے تو کرتی ہیں ورنہ ادھورا چھوڑ کر کہہ دیتی ہیں مجھ سے نہیں ہوگا۔ اس نے نندوں کی نفل اتاری۔ اب جب ایک نوکرانی موجود ہے بھابی کی شکل میں تو ان شہزادیوں کو ضرورت بھی کیا ہے کام کرنے کی حمزہ نے تلخی سے کہا۔ تم تو آرام میں ہو جو ساس نندوں کے بکھیرؤں سے دور ہو۔ یہ ٹویہ تھی، عنیزہ اسے دیکھ کر رہ گئی اب کیا بتاتی کہ عمار اکیلے ہی کافی ہیں ان سب کی کمی پوری کرنے کے لیے، ابھی کل شام ہی کی بات ہے جب وہ افس سے آئے تو وہ جلدی سے ان کے لیے پانی لائی تھی۔ یہ کیا ہے تمہیں تمیز ہے یا نہیں گلاس دھویا نہیں تھا۔ پانی پینے کے بعد وہ گلاس میں موجود نمی کو ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے کہا رہے تھے۔ اب ٹھنڈے پانی کے بخارات گلاس پہ جم ہی جاتے ہیں اب بندہ پوچھے کہ اتنا گندہ لگ رہا تھا تو پانی پیابی کیوں لیکن وہ بس انہیں دیکھ کر گئی۔ کچھ بولنا مزید اپنی شامت بلانے کے مترادف تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے ٹویہ کو دیکھا اور کام میں مصروف ہو گئی۔ انہی باتوں اور کاموں میں وقت گزر گیا۔ شام میں سب کے آنے پر اچھا سا ماحول بن گیا حمزہ اور ٹویہ کے شوہر احمد اور فیض بھی بے حد ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔ اپنائیت اور پر خلوص ماحول میں کھانا کافی پر لطف رہا سب نے تعریف کی تھی۔ اب گھر جا کر میری شامت آ جانی ہے۔ ٹویہ نے اس کے کان میں کہا۔ وہ کیوں؟ عنیزہ نے حیرت سے پوچھا۔ اتنا اچھا کھانا جو تم نے کھلایا ہے، یہ ذائقہ اب کم از کم بھی ایک مہینے تک احمد کو بھولنے والا نہیں ہے۔ اس نے بیچارگی سے کہا۔ عنیزہ تمہارے ہاتھ میں جادو ہے قسم سے جب ہی تو عمار بھائی تمہاری منہی میں ہیں۔ اس نے مزید کہا تو اس نے بے ساختہ نظر اٹھا کر عمار کی طرف دیکھا جو بہت خوش اخلاقی سے سب کو ایک ایک ڈش کی طرف متوجہ کر رہے تھے اسے دوپہر کے کھانے کے وقت کی ان کی بات یاد آئی۔ یہ کیا عجیب ملغوبہ بنایا ہے۔ عمار نے سبزی کی ڈش کی طرف اشارہ کیا تھا۔ مکس ترکاری ہے عمار۔ اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔ اللہ کا واسطہ ہے عنیزہ یہ جو تم عجیب

کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وغریب قسم کے کھانے پکا کر سامنے رکھ دیتی ہو شام کو کوئی ایکسپریمنٹ مت میری بے عزتی ہو جائے، تمہیں بھابی کو دیکھا ہے کتنا ذائقہ ہے ان کے ہاتھ میں بندہ انگلیاں ہی چاتا رہ جائے۔ وہ سوچنے لگی کہ یہ شاید دنیا بھر کے مردوں کا محبوب مشغلہ ہے دوسروں کے پکائے کھانوں کی تعریف کرنا اور انگلیاں چاٹنے والی مثال تو اس کی نفاست پسند طبیعت پر بڑی گراں گزرتی تھی اس مثال پر تو مجھے لوگوں کی انگلیاں کھانوں میں لٹھڑی ہوئی محسوس ہوتی تھیں اور اس کے ذہن میں یہی خیال آتا تھا کہ بندہ انسانوں کی طرح تمیز کے دائرے میں رہ کر بھی تو کھالیتا ہے نہ انگلیوں پہ اتنا کھانا لگے نہ کھانا چاٹنے کی نوبت آئے گی۔ یہ پانی کا جگ اٹھانا ذرا عنیزہ حمہ کی آواز اسے چونکنے پہ مجبور کر گئی جبکہ عمار اسے گھور کر دیکھ رہے تھے۔ ایک اور شامت اس نے سوچا۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا جو کہ حمہ نے بنائی، چائے کی سب ہی نے تعریف کی اس کے بعد سب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے تھے۔ میں رک جاتی لیکن ان کو صبح جلدی آفس کے لیے نکلنا ہے اور ذرا بھی دیر اور رکنے کا کہوں گی تو موڈ اور زیادہ خراب ہو جائے گا۔ ٹویہ نے برتنوں کے ڈھیروں ڈھیر دیکھ کر شرمندگی سے کہا۔ اور میرا تو جانتی ہی ہو میری ساس کو زیادہ دیر تک باہر رہنا پسند نہیں وہ فیض کو عیاشیوں کے طعنے دینے شروع کر دیں گی اور اگلے ایک ہفتے تک فیض کے ماتھے کے بل نہیں نکلیں گے۔ حمہ نے بھی بیچارگی سے کہا۔ ارے کوئی بات نہیں میں کرلوں گی۔ اس نے مسکراتے ہوئے دونوں کو اللہ حافظ کہا ان کے جانے کے بعد وہ کچن میں آئی جبکہ عمار ریموٹ سنبھال کر بیٹھ گئے، اسے برتن دھوتے اور کچن سمیٹتے ہوئے رات کا ایک بچ گیا تھا۔ اللہ تھک گئی میں۔ اس نے تھکے ہوئے انداز میں عمار کے برابر میں بیٹھ کر کہا۔ آخر کیا ہی کیا ہے جو تھک گئی، دو پہر سے تو تمہاری سہلیاں آگئی تھیں اچھا خاصا کام نمٹا دیا انہوں نے تمہارا، اس وقت بس یہ ذرا سے برتن ہی اکیلے دھوئے ہیں۔ انہوں نے کچن کے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور اس کی انگلیاں ابلنے کو بوائے۔ ذرا سے برتن، اور اب وہ انہیں کیا بتاتی کہ سارا کچھ اکیلے ہی کیا تھا بس سلاد بنانا یا کھانا لکوانا کوئی اتنا بڑا کام تو نہیں ہوتا ہاں شادی سے پہلے کی بات اور تھی جب آدھے سے زیادہ کام وہ منٹوں میں نمٹا دیا کرتی تھی اب تو خود گھر داری میں الجھ کر ان کاموں سے دور رہنے کے بہانے تلاشتی مگر عمار کو کوئی سمجھائے۔ صبح اٹھنے کے بعد اس کے جسم کے جوڑ جوڑ میں درد ہورہا تھا، سر میں الگ دروکی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں، وہ جلدی سے اٹھی مگر چکرا گئی، اچانک ابکانی آنے سے وہ منہ پہ ہاتھ رکھ کر تیزی سے واش روم کی طرف بھاگی۔ آف صبح ہی صبح یہ کیا مصیبت ہو گئی۔ وہ واش بیسن کے پاس کھڑی درد سے دوپری ہو گئی، سر الگ گھوم رہا تھا، کچھ ہی دیر بعد تولیے سے منہ تھپتھپاتی باہر آئی، اکیلے ہونے کی وجہ سے سارا کام مجھے ہی کرنا تھا میں نے عمار کو آواز دی اور خود جلدی سے کچن کا رخ کیا۔ یہ عمار ابھی تک اٹھے کیوں نہیں۔ وہ دوبارہ سے عمار کو اٹھانے کے لیے کمرے میں آئی وہ پہلے سے جاگ رہے تھے اور فون پر کسی سے بات کر رہے تھے باتوں سے اندازہ ہورہا تھا کہ دوسری طرف ان کی امی ہیں، فون بند کر کے وہ میری طرف مڑے اور خوشی سے بولے۔ امی ارہی ہیں عنیزہ ان کے لہجے میں بہت گرم جوشی تھی۔ ان کی امی ان کے بڑے بھائی کے گھر میں رہتی تھیں جب کہ اس نے اور عمار نے کافی کوشش بھی کی تھی وہ ان کے یہاں رہیں مگر وہ اپنا آبائی شہر چھوڑنے کو تیار ہی نہیں ہوتی تھیں۔ لیکن سال چھ مہینے میں کچھ دنوں کے لیے رہنے ضرور آ جاتی تھیں۔ کیا ہوا عنیزہ؟ ناشتے کی میز پر وہ اس کے چہرے کو بہت غور سے دیکھ رہے تھے وہ خوش ہوئی کہ چلو انہیں کچھ تو میرا خیال ہے۔ کچھ نہیں بس، اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔ میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں جب سے میں نے تمہیں امی کے آنے کی خبر سنائی ہے تب سے تمہارا موڈ خراب ہے۔ تم چاہتی کیا ہو آخر میری امی تو عام ساسوں کی طرح ہیں بھی نہیں۔ وہ تو تمہارا اتنا خیال کرتی ہیں اور میں نے بھی کبھی کوئی کسر نہیں رکھی ابھی کل کی ہی بات لے لو اپنے دوستوں کی دعوت کی تو تمہیں بھی کہا کہ اپنی دوستوں کو بلاؤ۔۔۔ تمہارے گھر والوں کے آنے پہ بھی کبھی منہ نہیں بنایا پھر تم کیوں ایسا کر رہی ہو تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ وہ جو سمجھ رہی تھی کہ شاید اس کے چہرے سے میری خرابی طبیعت کاراز پاگئے ہیں وہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا وہ حیران ہو کر ان کے الزامات سن رہی تھی اور اس وقت شدت سے اس کا دل چاہ رہا تھا کہ جو ٹپ کل وہ اسے دے رہے تھے وہ کس کر ان کے منہ سے چپکا دے لیکن کرنا تو دور کی بات ایسا کہنا بھی وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی بس سوچ ہی سکتی تھی۔ مرد حضرات جو عورتوں کو زیادہ بولنے کا طعنہ دیتے ہیں جب بولنے پہ آئیں تو ان سے زیادہ بولنے والیوں کی بولتی بھی بند ہو جاتی ہے۔ بس نکر نکر ان کا منہ دیکھ رہی تھی۔ ☆☆☆☆، 'پاتا نہیں یہ مردوں پر فوقیت رکھنے والی عورتوں کے لطیفے کسی شخص نے ایجاد کیے ہیں اگر وہ شخص مجھے کہیں مل جائے تو بھرے چوک میں الٹا لٹکا کر اسے ایسی مار لگاؤں کہ ہوش ٹھکانے آجائیں محترم کے جس نے ہم عورتوں کے دل جلانے کا اتنا گھٹیا سامان کیا، نجانے کون سے مردہوتے ہیں جو عورتوں کے سامنے بھیکی بلی بنے دن کو رات اور رات کو دن کہتے ہیں، یہاں تو بنا بات کے بھی وہ وہ باتیں سنہی پڑتی ہیں جو کہ ہمارے فرشتوں کو بھی پتا نہیں ہوتا۔ عنیزہ عصہ سے کھولتی سوچ رہی تھی۔ شام ہوئی تھی مگر وہ شوہر محترم کے مزاج ٹھکانے پر ہی نہیں آئے تھے، امی کو لینے ایئر پورٹ بھی اکیلے ہی چلے گئے واپس آنے کے بعد بھی بس امی کے ساتھ ہی باتوں میں لگے رہے، وہ جب امی سے ان کا حال چال پوچھنے لگی تو طنز بہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتے رہے جیسے کہہ رہے ہوں ہی بی اپنا یہ دکھاوا کہیں اور جا کر دکھاؤ یہاں تمہاری کوئی دال نہیں گلنے والی، وہ کڑھتی رہی اور سوچ کر رہ گئی۔ وہ چائے اور اسٹیکس پر خوب ہاتھ صاف کر رہے تھے اور کیوں نہ کرتے وہ ایسا آخر سب انہی کے کمائے گئے پیسوں سے تو آیا تھا اور عنیزہ ٹھہری ہے دام کی غلام دہ غلام جسے تین بول پڑھوا کر گھر کے سیاہ وسفید کا مالک بنایا جاتا ہے، اب مالک سمجھنا نہ سمجھنا یہ مردوں کا شبیہ ہے چاہیں تو سر پہ بٹھائیں چاہیں پیروں تلے روندیں انہیں کون پوچھنے والا ہے۔ چلیں امی آپ کو آپ کے کمرے تک چھوڑ دوں آپ اب آرام کر لیں

ایسی کوئی بات نہیں سفر سے آئی ہیں تھک گئی ہوں گی۔ عمار نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ارے نہیں بیٹا۔ تم نے تو بالکل مجھے بچہ بنادیا ہے، مجھے ذرا بھی تھکن نہیں ہو رہی تم جاؤ اپنا کام کرو، میں تو اب اپنی بہو سے ڈھیر ساری باتیں کروں گی۔ امی کی بات پہ عمار نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہ رے ہوں دیکھا میری ماں کو تم جیسی بہو کا بھی کتنا خیال ہے اور گھورتے ہوئے وہاں سے چلے گئے، پتا نہیں کیا مزاج پایا ہے محترم نے وہ سوچ رہی تھی کہ ایک دم اسے پھر سے ایکائی آئی اور وہ کچن سے ملحق واش بیسن کی طرف دوڑی، امی نے بہت غور سے اسے دیکھا۔ کیا ہوا عزیزہ میں بہت دیر سے دیکھ رہی ہوں تمہاری کیا عمار سے کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ ان کے پاس آکر بیٹھی تو امی نے بغور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔ نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں۔ وہ ان کی بات پر گڑ بڑائی، میری بات پہ ان کے چہرے پہ ایک عجیب سی مسکراہٹ آ گئی جیسے کسی بچے کی چوری پکڑ لی گئی ہو اور اس کی چھپانے کی کوشش پر ہنسی آ گئی ہو۔ تم نہ بتانا چاہو وہ الگ بات ہے لیکن تم دونوں کے رویے چیخ چیخ کر اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ کچھ بھی نارمل نہیں ہے۔ امی نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ شش و پنج میں پڑ گئی کہ آیا بتانا ٹھیک ہوگا بھی یا نہیں۔ لاکھ وہ اچھی سانس ہوں مگر پھر بھی بیٹے اور بہو کی لڑائی میں وہ ایک ماں کا کردار نبھائیں گی، طرف داری تو وہ اپنے بیٹے کی ہی کریں گی۔ کیا ہوا کیا سوچنے لگیں؟ تم نہیں بتانا چاہتی تو کوئی زبردستی نہیں مگر پھر بھی ہوسکتا ہے کہ اس معاملے میں، میں ایک صالح کا کردار کرسکوں۔ انہوں نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا، وہ پر سوچ نظروں سے ان کے چہرے کو تک رہی تھی پھر اس نے ایک دم سے انہیں بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ ہماری شادی کو دو سال کا عرصہ ہو گیا تھا اور ان کا اور میرا کبھی معمولی سا بھی اختلاف نہیں ہوا تھا۔ اس نے الف سے لے کر ی تک ساری باتیں ڈرتے ڈرتے ان کے گوش گزار کردیں اور وہ سوچ رہی تھی وہ عمار کی ماں ہیں اور مائیں تو اپنے بچوں کی ساری اداؤں سے واقف ہوتی ہیں عمار کے رویے کو سمجھنے میں وہ اہم کردار ادا کرسکتی ہیں۔ امی دو سال کا عرصہ ہو گیا میں انہیں بالکل بھی سمجھ نہیں پارہی ہوں، انہیں کب کیا اچھا لگتا ہے، کیا برا لگ سکتا ہے مجھے کچھ بھی نہیں پتا، ان کا موڈ پل پل بدلتا ہے ذرا سی دیر میں عزت دو کوڑی کی کر کے رکھ دیتے ہیں۔ وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی، جو خود بھی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے اس کا ہاتھ دھیرے سے دبا یا۔ جانتی ہوں بیٹا سب جانتی ہوں، میں خود بھی تم سے اس سلسلے میں بات کرنا چاہ رہی تھی، بہت سی باتیں ہیں جو مجھے بہت پہلے ہی تمہیں بتادینی چاہیے تھیں مگر تم اسے میری خود غرضی کہو یا کچھ اور مجھے بھی کوئی مناسب موقع نہیں ملا۔ وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔ میں اصل میں چاہتی تھی کہ تم خود مجھ سے پوچھو میں تب تمہیں بتاؤں، اگر یہ سب باتیں میں خود سے تمہیں بتاتی تو تم بہت الجھ جاتیں۔ انہوں نے نرمی سے اس کے گالوں کو چھوا جب کہ اس کی حیرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ پتا ہے عمار کے لیے لڑکی تلاش کرنے میں میں نے بہت وقت لیا مگر اللہ کا شکر ہے کہ دیر آید درست آید، اور تم ہمیں مل گئیں تمہیں پہلی نظر میں دیکھتے ہی مجھے پتا چل گیا تھا کہ صرف ایک تم ہی ہو جو میرے اس اکھٹر بیٹے کو سنبھال سکتی ہو، پتا ہے عمار شروع سے ہی بہت ضدی رہا ہے، اسے اپنے آگے کبھی کسی کی تکلیف بھی نظر نہیں آتی، کافی حد تک لا پروا اور بے حس ہی کہ لو۔ عزیزہ کی حیرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اس معاملے میں اپنی ماں تک کا لحاظ نہیں کرتا اور یہی وجہ ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہتی کم از کم ایک طرح کا پردہ تو ہے، وہ کم از کم جو چاہتا ہے منہ پہ نہ کہ لپٹا ہے دوسروں کو ذرہ برابر بھی اس کے کرخت رویوں کا انداز نہیں ہوتا۔ ان کی بات پہ اسے کرنٹ سا لگا، وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔ تم مجھے غلط مت سمجھنا بیٹا لیکن ماں ہوں نا اس لیے اور کچھ کر بھی نہیں سکتی، یہ نہیں ہے کہ میں نے اس کی ٹھیک سے تربیت نہیں کی، تم نے تو دیکھا ہے ناں میرے اور بھی بچوں کو لیکن عمار کی پرورش میں نجانے کہاں کیا کمی رہ گئی کہ اس کی شخصیت اتنی پیچیدگی کا شکار ہو گئی، مجھے پتا ہے تم یہی سوچ رہی ہوگی کہ اسے خود سے دور رکھ کر میں مزید غلطی کر رہی ہوں مگر کیا کروں بیٹا میں جانتی ہوں والدین کی نافرمانی کرنے والی اولادوں کے لیے سخت عذاب ہے، میں کیسے اس کے لیے جاتے بوجھتے جہنم کا سامان کرسکتی ہوں۔ انہوں نے اشک بار آنکھوں سے کہا۔ کیا تم ایک ماں کی اتنی سی خود غرضی کو معاف نہیں کرسکتیں جو ہر حال میں اپنی اولاد کا بھلا چاہتی ہو؟ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں اور عزیزہ جو واقعی اسی قسم کی سوچوں میں غلطیاں تھی کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔ نہیں۔ پلیز امی آپ روئیں مت، میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہی۔ اس نے جلدی سے سامنے میز پر موجود جگ سے گلاس میں پانی نکال کر ان کے ہونٹوں سے لگایا وہ انہوں نے گلاس اسے دیتے ہوئے پیار سے کہا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا بیٹا، جب خود باپ بنے گا ناں تو دیکھنا بالکل بدل جائے گا، انسان کسی کے لیے بدلے نہ بدلے مگر اپنی اولاد کے لیے ضرور بدل جاتا ہے، سخت سے سخت دل انسان کو بھی نرمی نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ رشتہ ہی ایسا ہے۔ ان کی بات پر اسے کچھ گد گدا ہٹ کا احساس ہوا اور وہ شرمگین احساس تلے گھر کے مسکرا دی، اسے صبح کی اپنی طبیعت خرابی کی کیفیت یاد آئی، اس نے نظریں اٹھا کر ان کی طرف دیکھا، وہ ایک جہاندیدہ خاتون تھیں بہت کچھ بھانپ گئی تھیں۔ وہ حیرت سے اپنے کھلے ہوئے منہ پہ ہاتھ رکھے نہیں دیکھ رہی تھی، وہ اس کی اس حرکت پہ کھل کے مسکرا دیں۔ کتنا خوب صورت احساس ہوتا ہے ناں، بالکل ماورائی سا، ایک ننھے گل کو تھنے سے بچے کے ہونے کا احساس، ماما کا احساس، جیسے دنیا سے کوئی انوکھا کام کرنے چلے ہوں، ماں بننے کے خیال سے ہی چہرے پر روشن کرنیں پھوٹ پڑتی ہیں، تو جب یہ اعزاز ایک عورت کو ودیت کیا جا تا ہوتا کیونکر نہ وہ خود کو اس دنیا کی خوب صورت ترین اور خوش نصیب ترین عورت سمجھے اور اسے تو یہ اعزاز ایک اس اور ایک امید کی صورت بھی مل رہا تھا اور تھوڑی دیر پہلے جو اسے تھوڑا بہت بھی امی سے گلے ہو رہا تھا وہ بھی دور ہو گیا تھا اور وہ مجھے ماما کی بلندیوں پر کھڑی محسوس ہو رہی تھیں،

کرنا شروع کیا اس نے سوچا۔ ابھی اس کی مامتا نے بس اپنے وجود میں پلنے والے کا لمس محسوس ہی تھا اور رب نے اس کی جھولی کو مامتا سے بھر دیا تھا اور وہ تو نجانے کب سے اس رتے پر فائز تھیں، اس ایک خوشی کے ملنے پر تو وہ لوگوں کی کیا کیا خطائیں معاف کر سکتی تھی، وہ ابھی سے اس ننھی جان کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھی۔ تو وہ تو یہ سب کرنے میں حق بجانب تھیں، یہ ممتا ہی تو دنیا کی سب سے بڑی دلکشی ہے۔“